...... وہ روایت جس میں لفظ گرمیٔ آواز کے ساتھ آدمی اور آدمی کے درمیان رشتہ گردانا جاتا تھا اور وہ روایت جس نے خطابت کو جنم دیا۔ کمزور ہو چکی ہے۔

شاہ صاحب مرحوم نے سیاسی تحریکات کے ایک بھرے پرے دور میں آنکھ کھولی۔ جلد برصغیر کے طول و عرض میں برطانوی غلامی کے خلاف بغاوت اور حریت کی علامت بن گئے۔ یہ موقعہ ان تحریکات پر تبصرہ اور افراد کے سیاسی مسلک پر تنقید کا نہیں۔ لیکن شاہ صاحب مرحوم کے لئے یہ کچھ کم نہیں کہ مسلمان قوم کو، جو ماضی کی شاندار روایات کے تصور میں گم تھی یا حال کی شکست اور درماندگی میں مبتلا، خواب سے بیدار کیا۔ ان میں جوش عمل پھونکا اور کچھ کر گزرنے کی ترغیب دی۔ مسلمانوں میں حقیقت پسندی اور خود اعتمادی پیدا کرنے کی جو کاوش سر سید مرحوم اور ان کے رفقا نے کی تھی تحریک آزادی کے عہد شباب میں اسی کاوش کی تکمیل اپنے طور پر شاہ صاحب نے بھی کی۔ مرحوم کے سیاسی مسلک سے بجا طور پر اختلاف کیا گیا۔ لیکن ان کے جذبہ حریت سے انکار ممکن نہ تھا۔ لوگ مرحوم کی شعلہ بیانی پر عش عش کرتے تھے حالانکہ وہ محض ان کی ذات کی نمود نہ تھی۔ وہ آزادی کے انتھک سپاہی تھے اور جب قربانیوں کے دعوے کرتے اور کڑی آزمائشوں کو دعوت دیتے تو رسماً یا لطف بیانی کے لئے نہیں۔ مرحوم جب یہ کہتے کہ تین چوتھائی زندگی ریل میں (شہر شہر کا دورہ کرتے) کٹ گئی اور ایک چوتھائی جیل میں تو حقیقت بھی یہی ہوتی تھی، وہ محض ایک سیاسی رہنما نہ تھے، ایک مکمل شخصیت تھے، مجاہد بھی اور رند بھی! جس طرح لاکھوں کے مجمع میں گرجتے اسی طرح احباب کی محفل میں چہکتے اور اپنی بذلہ سنجی اور خوش گفتاری سے ہر ایک کا دل مٹھی میں رکھتے! شعر و ادب کا مذاق نہایت پاکیزہ رکھتے تھے۔ محبت و مروت، اخلاص اور ایثار و رواداری اور دوست داری کا پیکر تھے اور یہ صفات اب نایاب ہوتی جا رہی ہیں۔

ہفت روزہ ''اقدام'' لاہور / تعزیتی شذرہ

رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز!

اگلے روز ملتان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے انتقال سے تاریخ کا ایک دور ختم ہو گیا ہے شاہ صاحب مرحوم و مغفور ایک سچے مخلص اور پکے مسلمان تھے۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی انگریز کے خلاف جہاد میں بسر کی، وہ اس حد تک تن من دھن سے اس جہاد میں شریک تھے کہ انہیں تاریخ کے ایک نازک موڑ پر یہ بات سوچنے کی بھی فرصت نہ ملی کہ انگریز کے بوریا بستر گول کر جانے کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کی پوزیشن کیا ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۳۷ء کے بعد جب ہندوستان میں سیاسیات جدید کا دور شروع ہوا تو متوسط طبقہ کی فعال سیاسی جتھہ بند مجلس احرار اسلام جس میں شاہ صاحب ایک گرم اور تڑپتے ہوئے دل کی حیثیت رکھتے تھے۔ اجتہادی غلطی کا شکار ہو گئے اور تحریک پاکستان کا یہ ہراول دستہ بننے کی بجائے سیاسی بھمبل بھوسوں میں گرفتار ہو گئے اگر اس وقت مسلم لیگ کو مجلس احرار اسلام ایسی فعال جتھہ بند اور جانبدار جماعت کی تائید حاصل ہو گئی

ہوتی تو کم از کم پنجاب کی...... شہ رگ کے قریب سے تقسیم نہ ہوتی۔ خیر یہ تو اب تاریخ کی بات ہے اور آئندہ کا مؤرخ ہی لکھ سکے گا کہ کس نے کہاں پر غلطی کھائی۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری اردو اور پنجابی کے بے مثال خطیب تھے۔ انہوں نے اپنی فصاحت اور بلاغت خطابت اور علم کلام کی توپوں کے دہانے انگریز شاہی قلعہ پر مرکوز کئے تھے۔ انہیں اختلاف عقیدہ کے علاوہ احمدیوں (مرزائیوں) سے غیر فانی کد کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ بانی سلسلہ نے انگریز سلطنت کو ابر رحمت قرار دے رکھا تھا (خدا تعالے ابر رحمت کی طرح ہمارے لئے انگریز سلطنت کو دور سے لایا اور ہم اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار ہیں۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۲)

اس وجہ سے انگریزی استعمار اور احمدیت دو ایسے نشانے تھے جن پر شاہ صاحب نے ہمیشہ گولہ باری جاری رکھی اور دونوں کو خاصا نقصان پہنچایا۔

ہمارے خیال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس وقت جبکہ ان کے بے شمار نیاز مند طول و عرض ملک میں موجود ہیں ان کی مدد سے ان کی ایک مستند سوانح عمری تیار کی جائے جس میں لفاظی کی بجائے اس دور کی تاریخ کے پس منظر میں ان کی صحیح حیثیت کا یقین کیا جائے۔ ایسی کتاب لکھنے کے لئے شاعر کی ضرورت نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو علم تاریخ کے اصولوں سے آگاہ ہو۔

ہفت روزہ "قندیل" لاہور / تعزیتی شذرہ

ایک جرار سپاہی

برصغیر ہندو پاک کے ممتاز دینی رہنما اور مشہور سیاسی لیڈر سید عطاء اللہ شاہ بخاری طویل علالت کے بعد ملتان میں انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری گزشتہ پانچ ماہ سے شدید بیمار تھے۔ نشتر ہسپتال ملتان اور پھر لاہور میں زیر علاج رہنے کے باوجود جب آپ کی بیماری میں کوئی افاقہ نہ ہوا تو حکیم عطاء اللہ خاں نے یونانی علاج شروع کیا۔ لیکن مرض الموت کا کیا علاج۔ سید صاحب اپنے مولا کو پیارے ہو گئے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری ایک سحر بیان، شعلہ مقال اور آزادی وطن کے ایک جرار سپاہی تھے۔ ان کی تمام زندگی قومی خدمت میں گزری۔ زندگی کے آخری ایام میں ان پر فالج کے کئی حملے ہوئے پھر ملتان میں وہ ایک ایسے بوسیدہ مکان میں رہائش پذیر تھے جو فالج کے مریضوں کی رہائش کے بالکل ناقابل رہائش تھا۔ شاہ صاحب انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ برے حالات کا مقابلہ کرتے رہے۔ صدر پاکستان کو جب ان کی آخری بیماری کا علم ہوا تو انہوں نے ماہرین کو ہدایت کی وہ شاہ صاحب کا طبی معائنہ کریں اور علاج میں خاصی دلچسپی لیں۔ لیکن یہ ساری کوششیں بیکار ثابت ہوئیں اور آخری وقت آن پہنچا۔